جدید علوم کی تدریس اور اردو: مسائل وامکانات

محمد جابر حمز

شعبۂ اردو

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد

رابطہ: mohdjabir786@gmail.com

9198329043

ملخص

وہ ترقی پذیر ممالک جو سائنس اور ٹکنالوجی کو باہر سے درآمد کررہے ہیں اور جن میں سرفہرست ہمارا ملک ہندوستان ہے، ان کا مسئلہ یہ ہے کہ ان کی اپنی زبان میں جدید سائنس اور تکنالوجی سے متعلق الفاظ واصطلاحات کی بڑی کمی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ باہر سے آنے والی ہر نئی ٹکنالوجی اپنے متعلقہ الفاظ واصطلاحات بھی ساتھ لے آتی ہے اور پھر یہ الفاظ واصطلاحات ہماری زبان میں شامل ہوکر رائج ہو جاتے ہیں۔ اردو کو جدید علوم کی زبان بنانے کے لیے ہمیں مختلف میدانوں میں کام کرنا ہوگا یہ میدان ترجمے کا بھی ہوگا اور راست استفادے کا بھی۔ ہمیں تمام جدید علوم سے متعلق معلومات کو اردو میں منتقل کرنا ہوگا۔ اس کے لیے بڑی تعداد میں جدید علمی، سائنسی اور تکنیکی اصطلاحات اردو میں وضع کرنی ہوں گی۔ ان کا طریق کار کیا ہو اور اس کے لیے کیا نظام قائم کیا جائے اس پر بحث ہونی چاہیے۔ وضع اصطلاحات کا عمل انفرادی اور ادارہ جاتی دونوں سطحوں پر ہونا چاہیے۔

جدید علوم کی تدریس اور اردو: مسائل وامکانات

آج ہم وقت کے اس پڑاؤ پر ہیں جہاں سائنس اور ٹکنالوجی کے بغیر زندگی بسر کرنے کا تصور بھی ختم ہو گیا ہے۔ عامر خان کی فلم '3idiots' کا ایک مکالمہ ہے کہ 'پینٹ کی زپ سے لے کر پین کی نب تک ہم مشینوں سے گھرے ہوئے ہیں،' یہ مشینیں سائنس کی ہی دین ہیں۔ جدید سائنسی علوم کی برق رفتاری ہی کچھ ایسی ہے کہ پتلون کب پینٹ ہو گئی اور قلم کب پین بن گیا پتہ ہی نہیں چلا۔ یعنی کب ہماری زبان کا لفظ ہم سے دور ہو گیا اور اس کی جگہ ایک دوسری زبان کے لفظ نے لے لی ہمیں اس کا احساس ہی نہیں ہوا۔ لیکن اگر بہ نظر انصاف دیکھیں تو ایسا ہونا نہ تو غیر فطری ہے اور نہ ہی کسی طور پر منفی کیونکہ ہر زندہ زبان اسی طرح سے دوسری زبانوں کے اثرات قبول کرتی ہے اور اسے قبول کرنا بھی چاہئے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی بڑی زبان کا سیلاب ہماری زبان کو بہا لے جائے گا۔ ظاہر ہے کہ اس کے امکانات موجود ہیں، اگر ہماری زبان جدید علوم اور معلومات کا ساتھ نہ دے سکے گی تو ایسا ہی ہوگا۔ کیونکہ عصر حاضر میں جو زبان جدید علوم اور معلومات کی زبان ہوگی اور جس میں جدید ترین تحقیقی مواد موجود ہوگا وہ بڑی ہی آسانی سے ایک موثر عالمی زبان کا مقام حاصل کر لے گی۔ اور پھر یہی زبان رابطے کی زبان بھی بن جائے گی۔ موجودہ دور میں انگریزی زبان نے یہ مقام حاصل کر لیا ہے کیونکہ آج یہ زبان جدید علوم کے نقطہ نظر سے انتہائی مکمل زبان قرار دی جا سکتی ہے۔ جدید علوم کی جتنی بھی شاخیں ہیں چاہے وہ میڈیکل سائنس ہو، کمپیوٹر سائنس ہو، نیچرل سائنس ہو، فارمل سائنس ہو یا جدید تکنالوجی کے جو بھی میدان ہیں ان تمام سے متعلق جتنی اہم معلومات ہیں وہ سب اسی زبان میں موجود ہیں۔ اس لیے موجودہ دور میں جدید علوم کی سب سے بڑی زبان انگریزی ہے۔ یہ بات بھی اپنی جگہ درست ہے کہ اس دنیا کی ترقی میں بہت سارے ایسے ممالک شامل ہیں جن کی زبان انگریزی نہیں ہے مثلاً روس، چین، جاپان وغیرہ۔ لیکن یہ بھی اپنے ملک کے باہر پوری دنیا میں اپنی سائنس، ٹکنالوجی یا اپنے کسی بھی پروڈکٹ کی خرید فروخت کرتے ہیں تو انھیں بھی انگریزی کا ہی استعمال کرنا پڑتا ہے یا انگریزی کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ جہاں تک ان ترقی پذیر

ممالک کا تعلق ہے جو سائنس اور ٹکنالوجی کو باہر سے درآمد کر رہے ہیں اور جن میں سرفہرست ہمارا ملک ہندوستان ہے،ان کا مسئلہ یہ ہے کہ ان کی اپنی زبان میں جدید سائنس اور ٹکنالوجی سے متعلق الفاظ واصطلاحات کی بڑی کمی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ باہر سے آنے والی ہر نئی ٹکنالوجی اپنے متعلقہ الفاظ و اصطلاحات بھی ساتھ لے آتی ہے اور پھر یہ الفاظ واصطلاحات ہماری زبان میں شامل ہو کر رائج ہو جاتے ہیں۔موجودہ دور میں بہت سے ایسے ہی الفاظ واصطلاحات آج ہماری زبان میں شامل ہو کر اس کا حصہ بن گئے ہیں۔مثلاً موبائل،انٹرنیٹ،فیس بک،سیٹ لائٹ،واٹس اپ،کمپیوٹر،سم،ہارڈ ویئر،سافٹ ویئر، کی بورڈ وغیرہ یا کچھ اور پہلے جائیں تو کار،موٹر،ٹیلی گرام،وائرلیس وغیرہ۔بظاہر اس میں کوئی قابل اعتراض بات بھی نہیں ہے لیکن اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ ہماری اپنی زبان میں ان الفاظ یا اصطلاحات کے مرادفات وجود میں نہیں آ پا رہے ہیں جس کی وجہ سے جدید علوم کا وہ ڈسکورس اردو یا دوسری ہندوستانی زبانوں میں ابھی قائم نہیں ہو سکا ہے جو انگریزی میں موجود ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایک بڑی ترقی یافتہ جدید علمی زبان کے طور پر انگریزی میں مہارت پیدا کی جائے اور ان تمام علوم وفنون کا علم انگریزی کے ذریعے ہی حاصل کیا جائے یا انہیں اردو میں ترجمے کے ذریعے منتقل کیا جائے۔ظاہر ہے کہ پورا ایک ملک یا معاشرہ ایک ایسی زبان کو جو اس کی نہیں ہے اجتماعی طور پر اس حد تک نہیں سیکھ سکتا کہ وہ ان تمام علوم کو سمجھ سکے یا ان سے متعلق معلومات حاصل کر سکے۔کسی بھی ملک میں ایسا شائد کبھی نہیں ہوا لیکن یہ ضرور ہوتا ہے کہ اس ملک کے کچھ لوگ یا ایک طبقہ اپنے دور کی بڑی علمی زبان میں کامل استعداد پیدا کر لیتا ہے اور پھر اس زبان سے مختلف علوم کو ترجمے کے ذریعے اپنی زبان میں منتقل کرتا ہے اور پھر ترجمے کے اس عمل کے ذریعے اس زبان میں ایک علمی اور تحقیقی مزاج پیدا ہوتا ہے ٹھیک اسی طرح جیسے عربوں نے یونانی علوم کو عربی میں ترجمہ کیا۔عربوں کے ان تراجم کی وجہ سے عربی میں ایک بڑی فکری بحث ہوئی اور نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اپنے دور کی سب سے متمدن اور پڑھی لکھی قوم بن گئی۔اس طرح سے اپنے دور کی کسی بڑی زبان سے استفادہ کرنا ایک بڑا کام ہے جسے ہونا چاہیے۔اور یہ کام ترجمہ کے ذریعے ہی ہو سکتا ہے۔جب ہم جدید علوم کو ترجمے کے ذریعے اپنی زبان میں منتقل کرتے ہیں تو پھر ہماری زبان میں بھی یہ وسعت پیدا ہوتی ہے کہ وہ ایک علمی زبان بن سکے کیونکہ ترجمے کے ذریعے نئی معلومات کے آنے سے ہدفی زبان میں نئے نظریات کو فروغ حاصل ہوتا ہے اور پھر

یہی نئے نظریات ایک جدید علمی ڈسکورس ہدفی زبان میں قائم کرتے ہیں، یہی معاملہ ہمارا اردو کے ساتھ بھی ہونا چاہیے۔اردو میں یہ پیش رفت ہو تو ہو رہی ہے لیکن اس طرح سے بڑا اور منظم کام نہیں ہو رہا ہے کہ جس طرح سے خود انگریزی والوں نے کیا ہے۔انہوں نے دنیا کے تمام ملکوں میں جا کر کے وہاں کی جو بڑی علمی زبانیں تھی اور ان میں جو بھی اہم کتابیں تھیں ان سب کو انگریزی میں منتقل کیا اور اس حد تک کیا کی آج یہ صورتحال ہے کہ اگر ہم اپنے یہاں کی تاریخ وتمدن، تہذیب، وثقافت، رسوم رواج، مذہب وعقائد، افکار ونظریات اور سیاسی وسماجی نظام کے تعلق سے اگر کوئی معیاری کتاب کی تلاش کرتے ہیں تو ہمیں بڑی حد تک انگریزی کی طرف دیکھنا پڑتا ہے۔

آج جب ہم اردو میں جدید علوم کی تدریس کی بات کرتے ہیں یا تو انگریزی جز ولازم کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے یعنی بغیر انگریزی سے مدد لیے یہ تصور بھی محال ہے کہ اردو میں جدید علوم پڑھائے جاسکیں۔نتیجہ یہ ہے کہ تدریس کے نقطہ نظر سے اردو کے ایک بڑی علمی زبان بننے کے امکانات ختم ہو جاتے ہیں۔کیونکہ ہر نئی علمی اصطلاح کے لیے ہمیں انگریزی کی طرف ہی دیکھنا پڑتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جدید سائنس اور ٹکنالوجی کی موثر اور کامیاب تدریس اردو میں ممکن نہیں ہو پاتی ہے۔ہم اگر یہ سوچیں کی انگریزی سے نابلد رہیں اور جدید علوم پر دستگاہ حاصل کر لیں تو یہ ایک ناممکن بات ہے۔یہ سہی ہے کہ ہم کسی بھی علم کو دوسری کسی بھی زبان میں پڑھ اور سمجھ سکتے ہیں لیکن اکتساب کا یہ عمل ہمیں بڑی دور تک نہیں لے جائے گا کیونکہ مادری زبان کے علاوہ کسی بھی اکتسابی زبان کی اپنی حدود ہوتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ جدید علوم اور سائنس کے تعلق سے ہماری زبان میں کوئی بڑا نظریہ فروغ نہیں پاسکا۔اس کا سبب یہ ہے کہ افکار ونظریات اپنی مادری زبان میں ہی وجود میں آتے اور فروغ پاتے ہیں۔کوئی مفکر، دانشور یا فلسفی جب کوئی بڑا نظریہ پیش کرتا ہے تو اسے اپنی مادری زبان میں ہی پیش کرتا ہے۔اسی لیے ہم دوسری زبانوں سے اکتساب تو کر سکتے ہیں لیکن یہ اکتساب بڑے پیمانے پر ہو اور اسے ترجمے کے ذریعے مکمل کیا جائے۔یہ نہیں کہ ہزاروں میں سے دو چار کتابوں کا ترجمہ کر دیا جائے بلکہ ہر شعبۂ علم سے متعلق اہم کتابیں اور جدید معلومات ایک مسلسل اور منظم طریق کار کو عمل میں لاتے ہوئے اردو میں منتقل کی جائیں۔یہ کام افراد کے ذریعے بھی ہوسکتا ہے اور اداروں کے ذریعے بھی۔جب یہ تراجم کثرت سے ہوں گے تو ہمارے یہاں بھی ان علوم کے تعلق سے نظریات وافکار پیدا ہوں گے۔جیسا کہ مذہبی اور ادبی تراجم کے ذریعے اردو میں ہوا

ہے۔ابتدامیں ہم نے بھی مذہب کے لیے عربی اور ادب کے لیے فارسی کی طرف دیکھا ان دوزبانوں سے ہم نے ترجمے بھی کئے اور فکری سطح پر ان سے استفادہ بھی کیا۔ہمارے تمام ادبی مباحث بری حد تک فارسی کے ذریعے ہی ہم تک پہونچے ہیں۔یہی معاملہ دینی علوم اور اسلامی تاریخ وتمدن کا بھی ہے کہ ان کا منبع عربی زبان ہے۔ابتدامیں صوفیہ کرام نے تبلیغ دین کے لیے مقامی زبانوں کا سہارالیا۔ان مقامی زبانوں میں کھڑی بولی بھی شامل تھی جو آگے چل کر اردو کہلائی۔ان صوفیہ اور علما کی کاوشوں سے اسلام کے دینی عقائد اور شرعی قوانین اردو میں منتقل ہوئے اور اس کثرت سے ہوئے کہ آج علوم اسلامی کے نقطہ نظر سے عربی کے بعد اردو شائد سب سے بڑی زبان ہے۔لیکن یہی بات ہم جدید سائنس اور ٹکنالوجی کے حوالے سے نہیں کہہ سکتے۔خواہ وہ میڈیکل سائنس ہو یا پھر اسپیس سائنس،کمپوٹر سے متعلق معلومات ہوں یا جدید ذرائع ابلاغ سے متعلق معلومات،اردو ابھی بھی ایک کم مایہ زبان ہی قرار دی جائے گی۔ظاہر ہے جب تک اردو ایک بڑی علمی زبان نہیں بنے گی تو اس میں جدید علوم کی تدریس کیسے ممکن ہو سکے گی۔

اردو کو جدید علوم کی زبان بنانے کے لیے ہمیں مختلف میدانوں میں کام کرنا ہوگا یہ میدان ترجمے کا بھی ہوگا اور راست استفادے کا بھی۔ہمیں تمام جدید علوم سے متعلق معلومات کو اردو میں منتقل کرنا ہوگا۔اس کے لیے بڑی تعداد میں جدید علمی،سائنسی اور تکنیکی اصطلاحات اردو میں وضع کرنی ہوں گی۔ان کا طریق کار کیا ہو اور اس کے لیے کیا نظام قائم کیا جائے اس پر بحث ہونی چاہیے۔وضع اصطلاحات کا عمل انفرادی اور ادارہ جاتی دونوں سطحوں پر ہونا چاہیے۔ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اردو میں کسی ایک جدید علمی اصطلاح کے لیے کئی مرادفات رائج ہیں جس سے طالب علم کے ذہن میں کنفیوژن پیدا ہوتی ہے۔اس سلسلے میں یہ کہنا بہتر ہوگا کہ ایک ایسا ادارہ ہمارے یہاں ہونا چاہیے جو کسی بھی جدید علمی،سائنسی یا تکنیکی اصطلاح کے مقابل مختلف اردو اصطلاحوں کا جائزلے اور پھر ان میں سے جو سب سے زیادہ مناسب ہو اسے قبول کر کے باقی کو رد کردے اور پھر اسی اصطلاح کی پابندی کو دوران ترجمہ لازمی قرار دے۔اس کے ساتھ ہی ایک دوسرا طریقہ یہ بھی اختیار کیا جائے کہ مختلف علوم کے وہ ماہرین جو اردو زبان سے پورے طور پر واقف ہوں اپنے اپنے مضامین سے متعلق اردو میں کتابیں تصنیف کریں۔مثلاً اگر کوئی ایسا شخص ہے جو معاشیات کا ماہر ہے تو وہ اردو میں اس مضمون سے متعلق تحقیقی مضامین یا اگر ہو سکے تو کتاب لکھے۔یہ کتاب ہوسکتا ہے کہ ابتدائی نوعیت کی ہی ہو لیکن اس سے بہر حال مذکورہ مضمون کے تعلق سے کچھ نہ کچھ معلومات

اردو جاننے والوں تک ضرور پہنچیں گی۔ ترجمے کے ذریعے اگر یہ کام بڑے پیمانے پر ہو تو اردو میں بھی یہ صلاحیت از خود پیدا ہو جائے گی کہ اس میں ہر قسم کے علوم کو پیش کیا جا سکے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اردو جاننے والوں کے مزاج کو سائنسی اور علمی بنایا جائے، ان میں جدید علوم سے مزاجی مناسبت ہونی چاہیے۔ ہم اس سلسلے میں ادب سے بھی کام لے سکتے ہیں۔ عام اور دلچسپ سائنسی معلومات پر مبنی افسانوی ادب اس سلسلے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ انگریزی میں سائنس فکشن کی ایک شاندار روایت رہی ہے۔ اور اس روایت نے یوروپ میں سائنسی مزاج کی تشکیل کے حوالے سے اہم کردار ادا کیا ہے۔ اردو میں مشہور جاسوسی ناول نگار ابن صفی نے کئی یادگار ناول ایسے لکھے ہیں جنھیں سائنس فکشن کہا جا سکتا ہے۔ اپنے ایک ناول 'طوفان کا اغوا' میں انھوں نے لوہے کے ایک ایسے روبوٹ کا ذکر کیا ہے جو بالکل انسانوں کی طرح چلتا پھرتا اور گفتگو کرتا ہے، وہ سوالات کے جواب بھی دیتا ہے۔ اس روبوٹ کو انھوں نے فولادی کا نام دیا ہے یعنی فولاد کا آدمی۔ اسی طرح اردو میں سائنس فکشن کی بنیاد پر فلمیں اور سیریل بھی تیار کیے جا سکتے ہیں۔ بچوں کو سائنسی معلومات کہانیوں، تصویروں، ڈراموں اور فلموں کے ذریعے اردو میں بہم پہنچائی جائیں تا کہ ان میں سائنسی مزاج کو فروغ دیا جا سکے۔ اردو اخبارات میں بھی جدید سائنسی اور تکنیکی موضوعات پر مضامین اور ہفتہ وار فیچرز شائع کیے جائیں۔ یہ وہ چند اقدامات ہیں جو اردو کو ایک جدید علمی زبان بنا سکتے ہیں۔ لیکن اس سلسلے میں ایک منظم و مربوط اجتماعی منصوبہ بندی کی ضرورت ہے تبھی اردو میں جدید علوم اور سائنس نیز ٹکنالوجی کی کامیاب اور موثر تدریس ممکن ہو سکے گی۔

☆☆☆